تاریخ وسیر — سعید مجتبیٰ السعیدی کلیۃ الحدیث، الجامعۃ الاسلامیۃ المدینۃ المنورہ

معالم المدینۃ المنورۃ

مسجد قباء

قباء اور مدینہ منورہ کے جنوب میں تقریباً تین کلو میٹر کے فاصلے پر ایک مختصر سی آبادی ہے۔ جہاں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہجرت کے موقعہ پر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آتے ہوئے چودہ دن قیام فرمایا۔ اور اپنے قیام کے دوران یہ مسجد تعمیر فرمائی۔ اسلام میں تعمیر کی گئی مساجد میں یہ سب سے پہلی مسجد ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادتِ مبارکہ تھی کہ ہر ہفتہ کے روز کبھی پیدل اور کبھی سوار ہوکر قبا تشریف لاتے اور مسجد میں نماز ادا فرماتے۔ (صحیحین)

"عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْ قُبَاءَ مَاشِيًا وَرَاكِبًا فَيُصَلِّيْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ" (صحیح البخاری باب اتیان مسجد قبا ماشیا وراکبا — صحیح مسلم)

یعنی "نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدل یا سوار ہوکر قباء تشریف لاتے اور دو رکعت (نماز نفل) ادا کرتے۔"

"عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ يَأْتِيْ مَاشِيًا وَرَاكِبًا وَيَذْكُرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ" (صحیح البخاری — منحۃ المعبود فی ترتیب مسند الطیالسی ابی داؤد، حدیث نمبر ۲۷۳۹)

مسجد قباء میں نماز کی اہمیت:

اس مسجد میں دو رکعت نماز ادا کرنے کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے:

"قَالَ اَبُوْ اُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ اَبِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَرَجَ حَتّٰى يَأْتِيَ هٰذَا الْمَسْجِدَ مَسْجِدَ قُبَاءٍ فَصَلّٰى فِيْهِ كَانَ لَهٗ عَدْلُ عُمْرَةٍ" (سنن النسائی باب فضل مسجد قباء)

"حضرت ابوامامہ رضؓ اپنے والد سہل بن حنیف رضؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص مسجد قباء میں آکر نماز ادا کرتا ہے، اسے ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے!"

مسجد قباء کا ذکر ۔ قرآنِ کریم میں:

اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کی تعریف قرآنِ مجید میں بھی فرمائی ہے ۔ چنانچہ ارشاد ہے:

"لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ، فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ"

"جس مسجد کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ زیادہ حقدار ہے کہ آپ وہاں کھڑے ہوں ۔ اس میں یعنی قباء میں ایسے لوگ ہیں جو طہارت پسند ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی ایسے طہارت پسند لوگوں سے محبت کرتا ہے۔"

مسجد الجمعۃ:

قباء اور مدینہ منورہ کے درمیان راستہ میں ایک وادی ہے جس کا نام "رانونا" ہے۔ یہاں سالم بن عوف کا قبیلہ آباد تھا ۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جمعہ کے روز زوال سے کچھ پہلے قباء سے مدینہ کو روانہ ہوئے۔

راستہ میں جمعہ کا وقت ہوگیا اور اس وادی میں نمازِ جمعہ ادا کی ۔ اس مقام پر ایک مسجد تعمیر کی گئی ہے جو "مسجد الجمعۃ" کے نام سے مشہور ہے ۔ یہ مسجد قباء سے تقریباً ۵۰۰ میٹر اور مدینہ منورہ سے ۲۵۰۰ میٹر کے فاصلہ پر ہے۔

مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ پہنچے تو آپؐ کی میزبانی کا شرف حاصل کرنے کے لیے ہر مسلمان بے تاب تھا ۔ ہر ایک نے اظہار کیا کہ حضرت میرے ہاں تشریف فرما ہوں ۔ مگر آپؐ نے یہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا اور فرمایا کہ میں اس آدمی کا مہمان بنوں گا جس کے گھر کے سامنے اللہ تعالیٰ میری سواری کو بٹھا دے گا کیونکہ یہ اللہ رب العزت کی طرف سے مامور ہے۔

آپؐ کی سواری مدینہ کی گلیوں کا چکر لگانے کے بعد حضرت ابوایوب انصاری رضؓ کے مکان کے سامنے آبیٹھی ۔ انہوں نے سامان اٹھا کر اپنے گھر رکھ لیا اور آپؐ انہی کے مہمان ٹھہرے۔

حضرت ابوایوبؓ کے گھر کے سامنے ایک کھلی جگہ تھی ۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس کی جگہ ہے؟ بتایا گیا کہ دو یتیم لڑکوں کی ہے ۔ ان لڑکوں کے کفیل نے بلا قیمت یہ جگہ پیش کی ۔ مگر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

بلا قیمت اسے لینے سے انکار کردیا اور دس دینار میں یہ جگہ خرید لی - یہ قیمت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی گرہ سے ادا کی - چنانچہ اس جگہ پر یہ مسجد تعمیر کی گئی جو مسجد نبوی کے نام سے معروف ہے -

ملحوظہ: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان والی جگہ پر آج کل "مجوہرات الغسال" (الغسال جیولرز) کی دوکان ہے - یہ دوکان مسجد نبوی کے جنوب مشرقی گوشہ کے قریب جنوب کی سمت میں مکتبہ عارف حکمت کے ساتھ واقع ہے -

مسجد نبوی کی فضیلت:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "اس مسجد میں ایک نماز باقی مساجد میں ایک ہزار نماز کے برابر ہے:

"عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ" (صحیح البخاری باب فضل الصلوٰۃ فی مسجد مکۃ والمدینۃ، صحیح مسلم، سنن النسائی عن میمونۃ و ابی ھریرۃ، منحۃ المعبود فی ترتیب مسند الطیالسی ابی داؤد حدیث نمبر ۲۷۳۲-۲۷۳۴)

کہ "میری مسجد میں ایک نماز مسجد حرام (بیت اللہ) کے علاوہ باقی مساجد میں ہزار نمازوں کے برابر ہے!"

"عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلیٰ ثَلَاثَۃِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُوْلِ وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰی" (صحیح البخاری، باب ایضاً، صحیح مسلم، سنن النسائی باب ماتشدّ الرحال الیہ من المساجد، منحۃ المعبود، حدیث نمبر ۲۷۲۰)

"روئے زمین پر تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف اسے افضل جانتے ہوئے سفر کرنا ناجائز ہے (۱) بیت اللہ الحرام (۲) مسجد الرسول (۳) مسجد الاقصیٰ!

روضۃ من ریاض الجنۃ:

"عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَیْدِ الْمَازِنِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا بَیْنَ بَیْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ" (الصحیح البخاری - صحیح مسلم)

کہ "میرے منبر اور میرے گھر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے"!

اور صحیحین میں حضرت ابوہریرۃ رض کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے:

"وَمِنْبَرِیْ عَلٰی حَوْضِیْ"!

کہ "میرا منبر قیامت کے روز میرے حوض پر ہوگا"!

اور طبرانی کی روایت میں ہے:

"مَابَیْنَ الْمِنْبَرِ وَبَیْتِ عَائِشَۃَ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ"!

کہ "میرے منبر اور عائشہ رض کے گھر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغیچوں میں سے ایک ہے"!

اور مسند بزار کے الفاظ یہ ہیں:

"مَابَیْنَ قَبْرِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ"!

طبرانی اور مسند بزار کے الفاظ کو صحیحین کی روایات کے ساتھ ملا کر یہ مفہوم حاصل ہوتا ہے کہ ان احادیث میں بیت سے مراد صرف حضرت عائشہ رض کا گھر ہے۔ دیگر ازواجِ مطہرات رض کے بیوت سے ریاض الجنۃ کی تحدید نہ ہوگی۔

اس مقام کی اس فضیلت کی وجہ سے یہاں ہر وقت لوگوں کا ہجوم رہتا ہے اور لوگ ذکر و اذکار میں مشغول رہتے ہیں۔ اور عامۃ الناس اس مشرف مقام میں جگہ پانے کے لیے سخت بیتابی کا اظہار کرتے ہیں۔ معلوم رہے کہ مسجد نبوی کے تمام حصوں میں نماز کا ثواب برابر ہے۔ اور اب تو امام کا مصلیٰ اس حد سے چھ صفیں آگے ہے۔ اس طرح اگر "اتموا الصفوف الاول فالاول" کا حکم اور صفِ اول کی فضیلت کی احادیث کو جمع کیا جائے تو بلا شبہ صفِ اول کو ترجیح ہوگی اور اس سے اس مقامِ مشرف کی فضیلت میں کوئی کمی ظاہر نہیں ہوتی۔ اور جمع [1] کی صورت یہ ہے کہ ترتیب صفوف کا لحاظ کرتے ہوئے اگر موقعہ ملے تو غنیمت ہے۔ مگر پہلی صفوں کو ناقص رکھنا یا ریاض الجنۃ میں زیادہ بھیڑ کرنا کہ سکون و اطمینان سے نماز بھی نہ ہو سکے، یہ آدابِ نماز و نظامِ اسلام کے خلاف ہے۔

---

[1] بلکہ جمع کی صورت یہ ہے کہ "روضۃ من ریاض الجنۃ" میں اعمالِ خیر، نماز اور ذکر اذکار وغیرہ کا زیادہ ثواب اس وقت ہے جب اکیلا ہو یا امام بھی وہاں جماعت کرا رہا ہو۔ لیکن اگر امام موجودہ عمارت کی پوزیشن کے مطابق روضہ سے چھ صفیں آگے ہو تو پھر زیادہ ثواب پہلی صفوں میں ہے۔

(مدیر)

موجودہ تعمیر میں ریاض الجنۃ میں واقع ستونوں پر علامت کے طور پر سفید روغن کیا گیا ہے۔

الصُّفّہ :

عہدِ نبوی میں جن مسلمانوں کے پاس مدینہ میں کوئی مکان نہ ہوتا وہ عام مسلمانوں کے مہمان ہوتے اور ان کا اکثر وقت مسجدِ نبوی میں گزرتا۔ ان کے بیٹھنے کے لیے مسجدِ نبوی کے باہر بائیں جانب ایک چبوترہ بنایا گیا تھا جہاں دوسرے مسلمان بھی آ کر ان کے پاس بیٹھے رہتے۔ ابتداء میں جب بیت المقدس قبلہ تھا تو یہ چبوترہ مسجد کے باہر مغرب کی جانب تھا۔ تحویلِ قبلہ کے بعد یہ چبوترہ مسجد کے اندر آ گیا ہے۔ جب باب النساء سے مسجد میں داخل ہوں تو بائیں ہاتھ دروازہ سے متصل چبوترہ عام جگہ سے تقریباً نصف میٹر بلند موجود ہے۔

مسجد نبوی کے دروازے :

موجودہ تعمیر میں مسجد نبوی کے دس دروازے ہیں :

۱ - باب السلام (بابِ مروان)

۲ - باب الرحمۃ (بابِ عاتکہ)

۳ - باب السلطان عبد المجید العثمانی

۴ - باب النساء

۵ - بابِ جبریل

۶ - بابِ صدیقِ اکبرؓ - مقابل خوخۃ ابی بکرؓ الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس کا ذکر احادیث میں آتا ہے۔

۷ - باب السعود

۸ - باب عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹ - باب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰ - باب الملک عبد العزیز

آخری پانچ دروازے سعودی دور میں تعمیر ہوئے۔

حجرہ مبارکہ :

امہات المؤمنینؓ کے حجرات مسجد نبوی سے متصل تھے۔ ان میں سب سے پہلا حجرہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تھا۔ یہی وہ حجرہ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وفات پائی اور یہیں دفن ہوئے۔ بعد میں جب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحیح احادیث میں

آیا ہے کہ قیامت کے قریب دجال کے فتنہ کو فرو کرنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائینگے اور وفات کے بعد اسی حجرہ میں موجود باقی جگہ میں مدفون ہوں گے۔ موجودہ تعمیر میں امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے حجرات اور یہ قبریں مسجد نبوی کے اندر آگئی ہیں۔

توسیع مسجد نبوی:

پہلے پہل جب مسجد نبوی کی تعمیر کی گئی تو اس کا طول شمالاً جنوباً تقریباً ۳۵ میٹر اور عرض شرقاً غرباً تقریباً ۳۰ میٹر تھا۔ بعد میں جب اسلام پھیلا اور مسلمانوں کی تعداد بڑھی تو نمازیوں کے لیے مسجد ناکافی تھی۔ چنانچہ ۷ھ میں غزوۂ خیبر سے واپسی پر مسجد کی توسیع اور جدید تعمیر کی گئی۔ کھجور کے تنوں سے ستونوں کا کام لیا گیا اور چھت پر کھجور کے پتے ڈالے گئے۔ چھت کی بلندی زمین سے تقریباً ۳½ میٹر تھی۔ اس تعمیر میں کچھ حصہ پر چھت ڈالی گئی اور باقی حصہ صحن کے طور پر چھوڑا گیا۔

موجودہ تعمیر میں عہد نبوی میں مسجد کا نقشہ واضح کیا گیا ہے۔ چھت والے حصہ پر لمبی لکیریں بنائی گئی ہیں اور مغربی اور شمالی جانب میں آخری حدود پر واقع ستونوں پر ایک تحریر کے ذریعہ عہد نبوی میں مسجد کے رقبہ کی تعیین کی گئی۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے دور میں بھی مسجد میں توسیع کی گئی۔ بعد میں خلیفہ ولید بن عبد الملک، خلیفہ مہدی، سلطان عبد الحمید العثمانی اور شاہ سعود بن عبد العزیز رحمہم اللہ کے زمانۂ حکومت میں توسیع ہوتی رہی اور ان کے علاوہ بہت سے مسلمان حکام نے مسجد کی جدید تعمیر کرائی۔

۱۳۹۳ھ میں شاہ فیصل بن عبد العزیز مرحوم کے زمانہ میں مزید تقریباً ڈیڑھ گنا رقبہ حرم میں شامل کیا گیا۔

جبلِ احد کی فضیلت:

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"اُحُدٌ جَبَلٌ یُّحِبُّنَا وَ نُحِبُّہٗ!" (صحیحین)

کہ "احد کو ہم سے محبت ہے اور ہمیں بھی اس سے محبت ہے!"

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احد پر تشریف لے گئے۔ آپؐ کے ہمراہ حضرات ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ پہاڑ فرطِ محبت سے حرکت کرنے لگا تو آپؐ نے فرمایا: "اُثْبُتْ اُحُدُ! فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَّ صِدِّیْقٌ وَّ شَہِیْدَانِ!" (صحیح البخاری باب مناقب ابی بکر و باب مناقب عمر و باب مناقب عثمان رضی اللہ عنہم!)

"احد! قرار پکڑ! تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں!"

اس حدیث سے خلفاءِ ثلاثہ کی فضیلت کا پہلو بھی واضح ہوتا ہے۔

غزوۂ احد:

اسی پہاڑ کے قریب ہجرت کے تیسرے سال شوال کے مہینہ میں مسلمانوں اور قریش کی لڑائی ہوئی جو تاریخ میں غزوۂ احد کے نام سے معروف ہے۔

جبل الرماۃ:

جبل الرماۃ کا معنی ہے، تیر اندازوں کا پہاڑ۔ یہ پہاڑ جبلِ احد کے بالمقابل واقع ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں پچاس تیر اندازوں کو متعین کیا تھا تاکہ مسلمانوں کے لشکر کی پیچھے سے حفاظت کریں۔

اس پہاڑ کا دوسرا نام جبلِ عینین ہے۔

قبرستان شہدائے احد:

غزوۂ احد میں مسلمانوں کا بہت سا جانی نقصان ہوا۔ ستر ۷۰ مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ ان میں سے ۶۴ انصاری اور ۶ مہاجر تھے۔ شہداء کو احد کے دامن میں دفن کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی کبھی وہاں جاکر شہداء کے لیے دعا فرمایا کرتے تھے اور ۸ھ میں ان کی نماز جنازہ بھی ادا کی۔ یہ قبرستان جبلِ احد اور جبل الرماۃ کے درمیان واقع ہے۔

شہدائے احد میں سید الشہداء، حضرت امیر حمزہ، مصعب بن عمیر، عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام مشہور ہیں۔

خندق:

ہجرت کے چوتھے سال اور بعض مؤرخین کے بقول پانچویں سال، کفارِ قریش تمام قبائل کو جمع کرکے مدینہ پر حملہ آور ہوئے۔ مسلمانوں نے اجتماعی طور پر فیصلہ کیا کہ شہر کے اندر رہ کر دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ چنانچہ حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ پر جس طرف سے دشمن کے حملہ کا خطرہ تھا۔ اس جانب تقریباً تین کلومیٹر لمبی خندق کھودی گئی۔ خندق کی چوڑائی تقریباً چھ میٹر اور گہرائی ایک انسان کے قد سے زیادہ تھی۔

یہ خندق تین ہزار صحابہ کرامؓ نے بیس دنوں کے اندر تیار کرلی۔

اس غزوہ کو خندق کی مناسبت سے غزوۂ خندق کہا جاتا ہے۔ اس کا دوسرا نام غزوۂ احزاب بھی ہے۔ کیونکہ اس موقعہ پر تمام قریشی قبائل نے جمع ہوکر لڑائی میں حصہ لیا تھا۔ (جاری ہے)